3

سلسلہ بچوں کی دلچسپ اسلامی کہانیاں

اللہ کا سپاہی



طالب ہاشمی

3

بچوں کے لئے دلچسپ اسلامی کہانیاں

اللہ کا سپاہی

طالب ہاشمی

البدر پبلی کیشنز

32-فرسٹ فلور ہادیہ حلیمہ سنٹر' اردو بازار لاہور
فون: 042-37225030-37245030
0333-4173066-0300-4745729

☆ نام کتاب: اللہ کا سپاہی

☆ مصنف: طالب الہاشمی

☆ ناشر: علی سعید

☆ اشاعت: جنوری 2023ء

☆ مطبع: نوید حفیظ پرنٹرز لاہور

☆ ہدیہ: -/140 روپے

فہرست



اللہ کا سپاہی

حضرت عُقبہ بن نافِع رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ہماری تاریخ کے اُن بہادر سپہ سالاروں میں ہوتا ہے جن کا نام ان کے ایمانی جوش اور شان دار کارناموں کی وجہ سے قیامت تک زندہ رہے گا اور جن پر مسلمان ہمیشہ فخر کرتے رہیں گے۔

حضرت عُقبہ بن نافِع رحمۃ اللہ علیہ قبیلہ قُریش کے ایک معزز خاندان بنو فِہر سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے کے آخر میں پیدا ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور ساتھی حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ان کے قریبی رشتے دار (خالہ زاد بھائی یا ماموں) تھے۔ حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ پیدائشی مسلمان تھے۔ انہوں نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی دوسرے ساتھیوں سے تعلیم حاصل کی۔ جوان ہوئے تو نہ صرف ایک اچھے عالم بن گئے بلکہ اپنی اچھی عادتوں، دین سے محبت، بہادری، عبادت اور جہاد کے شوق کی وجہ سے اپنے خاندان کی آنکھوں کا تارا بن گئے۔ دوسرے مسلمان بھی ان کو بڑی عزت کی نظر سے دیکھتے تھے اور اُن کو ایک ایسا نیک نوجوان سمجھتے جس کی دُعا اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا تھا۔

سوڈان کی فتح:

حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر تیس (۳۰) برس کے قریب تھی کہ وہ جہاد کے شوق میں حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس مصر چلے گئے جہاں وہ بنو اُمیہؓ کے پہلے خلفیہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مِصر کے والی یا گورنر تھے۔ حضرت عَمرو رضی اللہ عنہ، حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ کی لیاقت، بہادری اور جہاد کے شوق سے اچھی طرح واقف تھے۔ چند دن کے بعد انہوں نے حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مضبوط فوج دے کر سوڈان پر چڑھائی کرنے کا حُکم دیا۔ یہ حُکم اس لیے دیا گیا کہ سوڈان کے لوگ سخت وحشی اور بُت پرست تھے اور وہ آئے دن مِصر کے سرحدی علاقوں پر حملے کرتے رہتے تھے۔ حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ طوفان کی طرح سوڈان کی طرف بڑھے اور علاقوں پر علاقے فتح کرتے وہاں کے مشہور شہر غدامس تک پہنچ گئے۔ وہ پہلے مسلمان سپہ سالار تھے جنہوں نے سوڈان پر اسلام کا جھنڈا بلند کیا۔

۵۰ ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شمالی افریقہ کی طرف ایک بڑی مُہم بھیجنے کا ارداہ کیا جہاں بربریوں نے سخت شورش برپا کر رکھی تھی۔ اس مُہم کا سپہ سالار انہوں نے حضرت عُقبہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر کیا۔ یوں تو شمالی افریقہ کے بہت سے علاقے حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح ہو چکے تھے لیکن وہاں کے باشندے جن کو بَربَر کہا جاتا تھا بڑے اکھڑ اور جنگجو تھے وہ موقع پا کر فوراً بغاوت کر دیتے تھے۔ ۴۱ ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو سارا شمالی افریقہ باغی ہو چکا تھا۔ ۴۵ ہجری میں انہوں نے حضرت معاویہ بن خَدِیج رضی اللہ عنہ کو ایک زبردست لشکر دے کر شمالی افریقہ کی طرف روانہ کیا۔ حضرت معاویہ بن خَدِیج رضی اللہ عنہ نے نہ صرف بربریوں کو شکستوں پر شکستیں دے کر بہت سے علاقوں پر دوبارہ قبضہ کر لیا بلکہ بہت سے ساحلی شہر بھی رومی عیسائیوں سے چھین لیے۔ لیکن حضرت معاویہ بن خَدِیج رضی اللہ عنہ کے واپس آنے کے بعد بربریوں اور رومیوں نے پھر بغاوت کر دی۔ اس بغاوت پر قابو پانے اور شمالی افریقہ پر دوبارہ اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کا کام اب حضرت عُقبہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد ہوا۔

شمالی افریقہ میں جہاد:

حضرت عُقبہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ نے دس ہزار مجاہدوں کے ساتھ اس جوش و جذبے کے ساتھ شمالی افریقہ پر چڑھائی کی جیسے زلزلہ آتا ہے۔ جہاں بھی دشمن سامنے آیا، اسلام کے مجاہدوں نے اسے پیس کر رکھ دیا۔ اس طرح باغیوں کو قدم قدم پر شکست دیتے ہوئے انہوں نے تیونس تک کا علاقہ فتح کر لیا۔

گھوڑے کا چشمہ:

اُسی زمانے میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا ____ ایک دفعہ حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے لشکر کے ساتھ ایک لمبے چوڑے صحرا (ریگستان) میں سے گزر رہے تھے کہ لشکر کے پاس پانی ختم ہو گیا۔ دُور دُور تک پانی یا کسی آبادی کا کوئی نام و نشان نہ تھا۔ لوگ پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر بہت دوڑے لیکن پانی چھوڑ کہیں درخت یا سایہ تک نظر نہ آیا۔ اُدھر آسمان آگ برسا رہا تھا۔ اور زمین تانبے کی طرح تپ رہی تھی۔ لشکر کے آدمیوں اور جانوروں کی پیاس کے مارے بُری حالت تھی اور اُن کی جانیں خطرے میں پڑ گئی تھیں۔ اس وقت حضرت عُقبہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ نے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر دیر تک دعا مانگتے رہے کہ اے اللہ یہ تیرے عاجز بندے تیرے دین کی خاطر اپنے وطن سے دُور یہاں آئے ہیں ان کی حفاظت اور مدد کرنا کہ وہ دین کے دشمنوں سے لڑ سکیں۔

اللہ کی شان، جب وہ دُعا مانگ رہے تھے کہ ان کے گھوڑے نے اپنے سُم سے زمین کو کریدنا شروع کر دیا۔

تھوڑی سی ریت ہٹ گئی تو ایک بڑا پتھر دکھائی دیا۔ حضرت عقبہ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے اس پتھر کو ہٹایا گیا تو اس کے نیچے سے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا ایک چشمہ نکل آیا۔ حضرت عقبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور بلند آواز سے پکارے:

''مجاہدو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے پانی بھیج دیا۔''

ان کی آواز سُن کر لشکر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ چند مجاہدوں نے اس چشمے سے چھوٹی چھوٹی نالیاں نکال کر لشکر کے ہر حصے میں پانی پہنچا دیا۔ لشکریوں نے پیٹ بھر کر خود بھی پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا۔ پھر اپنی مشکیں پانی سے بھر لیں اور اس صحرا سے خیریت کے ساتھ نکل آئے۔ اس واقعہ کے بعد یہ چشمہ ''ماء الفرس'' یعنی ''گھوڑے کا چشمہ'' کے نام سے مشہور ہو گیا۔

خوفناک جنگل میں بارونق شہر:

جب حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام باغیوں کو شکست دے دی اور شمالی افریقہ میں امن قائم ہو گیا تو انہوں نے سوچا کہ اس علاقے میں ایک ایسا شہر بسانا چاہیے جو مسلمانوں کی طاقت کا مرکز ہو اور وہاں سے نہ صرف بَربَریوں کی بغاوتوں کی روک تھام کی جا سکے بلکہ سمندر کی طرف سے رومی عیسائیوں کے حملوں کا مقابلہ بھی آسانی سے کیا جا سکے۔ یہ سوچ کر انہوں نے سارے علاقے پر ایک نظر ڈالی اور ایک خاص جگہ یہ شہر بسانے کے لیے مناسب سمجھی۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ وہاں ہر طرف گھنا جنگل اور دَلدَلی زمین تھی۔ دَلدَلی زمین ایسی کیچڑ والی زمین کو کہتے ہیں کہ انسان یا حیوان اس میں قدم رکھے تو کیچڑ میں دھنس جاتا ہے۔ گھنے جنگل میں بے شمار سانپ، بچھو، شیر، چیتے، بھیڑیے اور دوسرے خوفناک جانور تھے۔

حضرت عقبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ شہر بسانے کا ارادہ کیا تو ان کے بعض ساتھیوں نے ان سے کہا:

''اے امیر! آپ نے ایسے گھنے جنگل اور دَلدَلوں میں شہر تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے جن میں کسی انسان کا داخل ہونا بہت مشکل ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ سانپ بچھو اور خونخوار درندے ہمیں نقصان پہنچائیں گے۔''

حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ کے لشکر میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھارہ ساتھی یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ اپنے ساتھیوں کی بات سُن کر انہوں نے ان اٹھارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیا اور بلند آواز سے دُعا کی:

''اے اللہ تو ہم پر اپنا فضل کر اور ہمیں یہ شہر آباد کرنے کی طاقت دے۔''

لشکر کے دوسرے لوگوں نے اس دُعا پر ''آمین'' کہا پھر حضرت عقبہ رحمۃ اللہ علیہ جنگل کے قریب گئے اور پکار کر کہا:

"اے سانپو اور درندو! ہم لوگوں میں محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھی بھی ہیں تم یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ یہ جگہ ہم نے اپنے ٹھہرنے کے لیے چُن لی ہے۔ اگر تم یہاں سے نہ گئے تو ہم تم کو مار ڈالیں گے۔"

حضرت عقبہ رحمۃ اللہ علیہ یہ کہہ کر لشکر میں واپس آئے تو عجیب نظارہ دیکھنے میں آیا وہ یہ کہ تمام درندے اپنے بچوں کو اٹھائے جنگل سے بھاگ رہے ہیں اور سانپ بچھو وغیرہ بھی اُن کے پیچھے پیچھے جا رہے ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے سارا جنگل درندوں اور دوسرے موذی جانوروں سے خالی ہو گیا۔ اس کے بعد درخت کاٹ کر شہر کی تعمیر شروع کر دی گئی۔ کہتے ہیں اس واقعہ کے بعد چالیس برس تک کسی نے اس علاقے میں کبھی کوئی درندہ یا زہریلا جانور نہیں دیکھا۔ سب سے پہلے شہر کی جامع مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کی محراب بناتے وقت ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ لوگوں میں قبلہ کے رُخ کے بارے میں مختلف رائیں تھیں۔ جب یہ جھگڑا بہت بڑھ گیا تو حضرت عقبہ رحمۃ اللہ علیہ پریشان ہو گئے۔ انہوں نے بڑی عاجزی کے ساتھ دُعا مانگی کہ الٰہی اس مشکل کو حل کر دے ______ رات کو سوئے تو خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی صورت کے بزرگ آئے ہیں اور اُن سے کہہ رہے ہیں:

"صبح جب تم اُٹھو تو جھنڈا ہاتھ میں لے کر اس کو اپنی گردن پر رکھ لو۔ تم اپنے آگے تکبیر (اللہ اکبر) کی آواز سنو گے۔ دوسرا کوئی شخص اس آواز کو نہ سُن سکے گا۔ اس آواز کے پیچھے چلتے جانا۔ جس جگہ تکبیر کی آواز آنی بند ہو جائے وہی مقام قبلہ کا رخ اور تمہاری محراب ہے۔"

اس کے بعد اُن کی آنکھ کھل گئی۔ اُسی وقت اُٹھ کر وضو کیا اور دو رکعت نفل نماز پڑھی پھر صبح کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ فجر ہوئی تو انہوں نے فجر کی نماز پڑھی۔ جب روشنی خوب پھیل گئی تو انہوں نے اپنے سامنے تکبیر کی آواز سنی۔ لوگوں سے پوچھا کہ جو کچھ میں سُن رہا ہوں کیا تم بھی سن رہے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں۔ اب حضرت عقبہ رحمۃ اللہ علیہ کو یقین ہو گیا کہ قبلہ کا رُخ مقرر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ ہی انہیں راستہ دکھا رہا ہے۔ انہوں نے جھنڈا اٹھا کر اپنی گردن پر رکھ لیا اور تکبیر کی آواز کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ بہت سے لوگ بھی ان کے ساتھ ہو لیے۔ آخر مسجد کی چار دیواری کے گرد پھرتے ہوئے ایک جگہ تکبیر کی آواز آنی رک گئی۔ حضرت عقبہ رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں جھنڈا گاڑ دیا۔ اور لوگوں سے کہا اسی جگہ مسجد کی محراب بنا دو۔ پھر تھوڑے ہی دنوں میں شاندار جامع مسجد تعمیر ہو گئی۔ اس کے بعد شہر کے مکانات بھی تیزی سے بننے لگے۔ اس کے ساتھ ہی ایک مضبوط قلعہ کی تعمیر بھی مکمل ہو گئی۔ اس شہر کا نام قیروان رکھا گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہاں بڑی رونق اور چہل پہل ہو گئی۔ آج بھی قیروان تیونس کے مشہور شہروں میں شمار ہوتا ہے۔

اللہ کے سپاہی:

قیروان کے آباد ہونے کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ۵۵ھ ہجری میں ابوالمہاجر شمالی افریقہ کے گورنر مقرر ہوئے۔ انہوں نے حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے مرتبہ کے مطابق اچھا سلوک نہ کیا اس لیے وہ ناراض ہو کر شام آ گئے۔ ابوالمہاجر نے اپنی گورنری کے زمانے میں شمالی افریقہ کے کئی نئے علاقے فتح کیے اور ایک طاقتور بربری سردار کُسیلہ کو بھی شکست دی۔ کُسیلہ شکست کھانے کے بعد مسلمان ہو گیا۔ ابوالمہاجر نے اس کے مرتبے کا لحاظ کرتے ہوئے اس کو اپنا ساتھی اور مشیر بنا لیا۔ لیکن ابوالمہاجر شمالی افریقہ کے بربروں اور رومیوں کی بغاوتوں پر پوری طرح قابو نہ پا سکے۔ ۶۲ھ ہجری میں ان لوگوں نے باغہ کے مقام پر بڑی تعداد میں جمع ہو کر پھر بغاوت پر کمر باندھی۔ اب حضرت عُقبہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ کو دوبارہ شمالی افریقہ کا گورنر مقرر کیا گیا وہ فوراً شام سے قیروان پہنچے اور قسم کھائی کہ خواہ مجھے ساری عمر لڑنا پڑے میں اسلام کے ان دشمنوں کو ختم کر کے رہوں گا۔ پھر انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور ان سے مخاطب ہو کر کہا:

''میرے بچو! میں نے اپنی جان اللہ کی راہ میں بیچ ڈالی ہے۔ جب تک زندہ رہوں گا کافروں کے خلاف جہاد کرتا رہوں گا۔''

اس کے بعد وہ جوشیلے مجاہدوں کا ایک لشکر لے کر باغہ کی طرف بڑھے۔ رومیوں اور بربریوں نے زبردست مقابلہ کیا لیکن حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں شکست فاش دی۔ پھر انہوں نے لمبیس کا رُخ کیا جہاں رومیوں کا ایک جرّار لشکر جمع تھا۔ حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس لشکر کو بھی بُری طرح شکست دی۔ اس کے بعد وہ فزان، قفصہ، قسطلیہ، اربہ اور تاہرت کو فتح کرتے ہوئے طنجہ کی طرف بڑھے جو بحر روم کے کنارے شمالی افریقہ کا آخری شہر اور رومیوں کا ایک مضبوط ٹھکانا تھا۔ وہاں کے بادشاہ جولیان نے مقابلے کا ارادہ کیا لیکن مسلمانوں کے ایک ہی ہلّے کے سامنے اس کی ہمت جواب دے گئی۔ اور اس نے اطاعت قبول کر لی۔ اب حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ نے طنجہ سے سوس ادنیٰ کا رُخ کیا اور زرہون، یعلیٰ، نفیس، سوسِ اقصیٰ اور درعہ کو فتح کرتے ہوئے صحرائے لُمتونہ تک پہنچ گئے۔ وہاں سے بحر اوقیانوس کے شمالی ساحل کی طرف بڑھے۔ راستے میں کئی مقامات پر بربریوں کے بڑے بڑے لشکروں نے ان کا مقابلہ کیا لیکن اسلام کے مجاہدوں نے ان کے پرخچے اُڑا کر رکھ دیئے اور آگے بڑھتے ہوئے بحر اقیانوس کے ساحل پر پہنچ گئے۔ اب حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ سارے شمالی افریقہ کو فتح کر چکے تھے لیکن اللہ کے اس سپاہی کے جوشِ ایمان اور جذبۂ جہاد کا یہ حال تھا کہ اپنے سامنے ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دیکھ کر بڑی حسرت کے ساتھ آسمان کی طرف دیکھا اور

کہا:

''اے اللہ! اگر یہ سمندر میرا راستہ نہ روک لیتا تو جہاں تک زمین ملتی میں تیری راہ میں جہاد کرتا چلا جاتا۔''

پھر انہوں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر سمندر میں ڈال دیا اور جب پانی گھوڑے کی رانوں تک پہنچ گیا تو انہوں نے اسے روک لیا اور تلوار ہوا میں لہراتے ہوئے بولے:

''اے بڑی قدرت اور شان والے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ تیرا یہ عاجز بندہ اس نیت کے ساتھ گھر سے نکلا تھا کہ تیرے خاص بندے ذُوالقرنَین کی طرح زمین کی آخری حد تک تیرا نام بلند کرے تا کہ تیرے سوا کسی دوسرے کو نہ پُوجا جائے لیکن آج اس سمندر نے اس کا راستہ روک لیا ہے۔'' یہ کہہ کر وہ بڑی بے دلی کے ساتھ ساحل سے پلٹ آئے۔

شہادت:

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ ابوالمہاجر نے اپنی گورنری کے زمانے میں ایک طاقتور بَربَری سردار کُسَیلہ کو اپنا مشیر بنا لیا تھا۔ جب حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ شمالی افریقہ کے گورنر بن کر آئے تو کُسَیلہ ان کے لشکر میں شامل ہو گیا لیکن حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ایک عام سپاہی کے برابر سمجھا۔ یہ شخص اپنے قبیلے کا بادشاہ تھا اور چاہتا تھا کہ اسے کوئی اونچا عہدہ دیا جائے۔ جب اس کی خواہش پوری نہ ہوئی تو وہ حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ کا دشمن بن گیا لیکن ظاہر میں مسلمان ہی رہا اور حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اپنی وفاداری جتاتا رہا۔ حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ ساحل سے پلٹ کر زاب کے علاقے میں طنبہ کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے یہ سمجھ کر کہ اب کوئی دشمن باقی نہیں رہا اپنی فوج کو کئی دستوں میں تقسیم کر کے قیروان کی جانب روانہ کر دیا۔ اور اپنے ساتھ صرف تین سو مجاہدوں کا ایک دستہ رکھا۔ اُدھر کُسَیلہ موقع پا کر اسلامی لشکر سے بھاگ گیا۔ حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دستے کے ساتھ صحرا کے کنارے تہوار کے مقام پر پہنچے تو کُسَیلہ چھ ہزار سے زیادہ بَربَریوں کا لشکر لے کر وہاں آ پہنچا اور حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ کے دستے کو گھیر لیا۔

حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بہادر ساتھی دشمنوں کا اتنا بڑا لشکر دیکھ کر بالکل نہ گھبرائے۔ اللہ کے ان سپاہیوں نے اپنی ڈھالیں پھینک دیں، تلواروں کے نیام توڑ ڈالے اور سروں سے کفن باندھ کر دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔ ایک ایک کے مقابلے میں بیس بیس سے زیادہ بربری تھے۔ مجاہدوں نے سینکڑوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا لیکن ان کی تعداد میں کوئی خاص کمی نہ ہوئی۔

آخر حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ سمیت تمام مجاہدین نہایت بہادری سے لڑتے ہوئے ایک ایک کر کے شہید ہو گئے۔

یوں ان کے دلوں میں شہادت کا رتبہ پانے کی جو آرزو مدت سے مچل رہی تھی وہ پوری ہوگئی۔

اللہ کے ان سپاہیوں کی قبریں آج بھی مراکش میں اس مقام پر موجود ہیں اور لوگ انہیں دیکھنے کے لیے دُور دُور سے آتے ہیں۔ ان کے قریب ایک گاؤں آباد ہو گیا ہے جو حضرت عُقبہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر "سیّدی عُقبہ" کہلاتا ہے۔

حضرت عُقبہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے پانچ سال بعد خلیفہ عبدالملک نے حضرت زُہیر بن قلیس بلوی رضی اللہ عنہ کو شمالی افریقہ بھیجا۔ اُنہوں نے ایک خونریز لڑائی کے بعد کُسیلہ کو شکست دی۔ اس لڑائی میں کسیلہ اور بہت سے بربری سردار مارے گئے ـــــــ یوں کُسیلہ کو اپنی غداری کی سزا مل گئی۔



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص خدا کی راہ میں جہاد کیے بغیر مر گیا اور اس کے دل میں اس کی آرزو بھی نہیں تھی تو وہ نفاق کی ایک کیفیت میں مرا"۔ (صحیح مسلم)



غیرت مند جرنیل

۶۴ ہجری میں حضرت عُقبہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ نے قریب قریب سارا شمالی افریقہ فتح کر لیا تھا۔ اس کے بعد جب انہوں نے تین سو مجاہدین کے سوا باقی تمام فوج کو قیروان کی طرف روانہ کر دیا تو ایک بَربَری سردار کُسَیلہ کی غداری کی وجہ سے وہ اپنے تمام ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کے بعد کُسَیلہ بربریوں کے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ قیروان کی طرف بڑھا۔ قیروان میں مسلمانوں کی تعداد اس لشکر کے مقابلے میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ تھی۔ ان مسلمانوں کے سردار حضرت زُہَیر بن قیس بلوی رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ حضرت عُقبہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جہاد میں شریک رہے تھے۔ حضرت زہیر رضی اللہ عنہ بڑے عبادت گزار اور پرہیزگار بزرگ تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کو سالہا سال پہلے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کی عزت بھی حاصل ہو چکی تھی۔

کُسَیلہ قیروان کے قریب پہنچا اور مسلمانوں کو اس کے بہت بڑے لشکر کی خبر ملی تو انہوں نے آپس میں مشورہ کے بعد فیصلہ کیا کہ قیروان سے نکل کر سرحدی شہر برقہ چلے جائیں کیونکہ کُسَیلہ کا مقابلہ کرتے ہوئے اگر وہ سب شہید ہو گئے تو ان کی عورتوں اور بچوں کو کُسَیلہ قیدی بنا لے گا۔ یہ فیصلہ کر کے حضرت زہیر بن قیس رضی اللہ عنہ سمیت سب مسلمان قیروان سے نکل کر برقہ آ گئے۔ اُدھر کُسَیلہ نے آگے بڑھ کر قیروان پر قبضہ کر لیا۔ یوں وہ سارے شمالی افریقہ کا بادشاہ بن گیا۔

۶۹ ہجری میں خلیفہ عبدالملک بن مروان نے ایک زبردست لشکر حضرت زہیر بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس برقہ بھیجا اور ان کو لکھا کہ قیروان کو دشمن سے چھڑا لیں اور شمالی افریقہ میں کُسَیلہ کا زور توڑ ڈالیں۔ حضرت زہیر بن قیس رضی اللہ عنہ اس لشکر کو لے کر قیروان کی طرف بڑھے۔ کُسَیلہ کو اسلامی لشکر کے آنے کی خبر ملی تو اس نے قیروان میں رہ کر مسلمانوں کا مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اس کا خیال تھا کہ کسی ایسی جگہ جا کر مسلمانوں سے جنگ کی جائے کہ اگر اس کو شکست ہو جائے تو وہ آسانی سے قریبی صحراؤں اور پہاڑوں کی طرف نکل جائے۔ یہ سوچ کر اس نے قیروان خالی کر دیا اور اپنا لشکر لے کر صحرائی اور پہاڑی علاقے کی طرف چل پڑا یہاں تک کہ وہ ایک محفوظ مقام مَمش میں جا کر

ٹھہر گیا۔

حضرت زہیر بن قیس رضی اللہ عنہ کو بھی کُسَیلہ کے قیروان سے نکل جانے کا حال معلوم ہو گیا۔ وہ تین دن شہر کے باہر ٹھہرے اور چوتھے روز وہاں سے کوچ کر کے ممش کی طرف روانہ ہوئے۔ سورج ڈوبنے سے کچھ دیر پہلے وہ کُسَیلہ کے لشکر کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے اپنے لشکر کو وہیں ڈیرا ڈالنے کا حکم دیا۔ جب صبح ہوئی تو نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد انہوں نے اپنا لشکر لے کر دشمن پر حملہ کیا۔ کُسَیلہ نے مسلمانوں کا زبردست مقابلہ کیا لیکن جوش سے بھرے ہوئے مجاہدین نے اس کے لشکر کے پرخچے اڑا ڈالے۔ ہزاروں بَربَری مارے گئے ان میں کُسَیلہ اور دوسرے بہت سے نامی گرامی بربری سردار بھی شامل تھے۔ جو بَربَری باقی بچے وہ مسلمانوں کے ہاتھ قید ہو گئے یا بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے۔

جن دنوں حضرت زہیر رضی اللہ عنہ کُسَیلہ کے خلاف جنگ میں مشغول تھے، رومیوں نے ان کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کر ایک زبردست جنگی بیڑے کے ساتھ برقہ کے شہر پر حملہ کر دیا۔ اس وقت وہاں بہت کم مسلمان تھے۔ رومیوں نے ان میں سے بہت کو شہید کر ڈالا اور کچھ کو قیدی بنا کر اپنے ساتھ لے چلے۔ اُدھر حضرت زہیر بن قیس رضی اللہ عنہ کُسَیلہ کو شکست دینے کے بعد قیروان سے ہوتے ہوئے برقہ کی طرف آئے تو ان کے ساتھ مسلمانوں کی تھوڑی سی تعداد تھی۔ قیدی مسلمانوں نے اُنھیں دیکھ کر فریاد کی کہ ہمیں ان ظالموں کے پنجے سے چھڑائیے۔ مشکل یہ تھی کہ رومیوں کی تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ تھی۔ پھر مسلمانوں کے پاس ہتھیار بھی بہت کم تھے۔ اس حالت میں رومیوں سے لڑنا موت کے منہ میں جانا تھا۔ مگر حضرت زہیر بن قیس رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی دینی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ برقہ کے مسلمانوں کو اس حال میں چھوڑ کر وہاں سے کھسک جائیں ـــــــ وہ نتیجے سے بے پروا ہو کر رومی ظالموں سے لڑنے لگے۔ ایک ایک مسلمان کے مقابلے میں کئی کئی سو رومی تھے۔ مجاہدین جان توڑ کر لڑے اور ہزاروں رومیوں کو مار ڈالا لیکن ان کی تعداد میں کوئی خاص کمی نہ ہوئی۔ آخر سارے مجاہدین حضرت زہیر رضی اللہ عنہ سمیت اپنے مظلوم قیدی بھائیوں کی خاطر شہید ہو گئے۔

﴿حدیثِ نبوی ﷺ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو بڑوں کی عزت نہ کرے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے نیکیوں کی تلقین نہ کرے، برائیوں سے نہ روکے۔'' (ترمذی)

بے گناہ قیدی

دوسری صدی ہجری کا ذکر ہے کہ عباسی خاندان کا دوسرا خلیفہ ابو جعفر مَنصُور ایک دن خطبہ دینے کے لیے کھڑا ہوا۔ اس نے اپنے خطبے میں لوگوں کو نصیحت کی کہ اے لوگو! اللہ اور رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم پر پابندی سے عمل کرو۔ اگلے جہان میں وہی لوگ کامیاب ہوں گے جو اللہ کے بندوں کے ساتھ نیکی کرتے ہیں۔ جو لوگ اپنے بھائی بندوں کے ساتھ بُرائی کرتے ہیں اُن کا انجام بہت بُرا ہوگا۔ تمہارا فرض ہے کہ اپنے حاکموں کی اِطاعت کرو۔ جو شخص مسلمانوں میں فتنہ اور فساد ڈالتا ہے وہ ایک دن دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے گا۔ اسی طرح حاکموں کا فرض ہے کہ وہ رعیت کے حال کی خبر رکھیں۔ ظالموں کو سزا دیں، لوگوں کے ساتھ انصاف کریں اور مظلوموں کی فریاد سُنیں۔

مَنصُور جب ان فقرِوں پر پہنچا تو ایک بڑی مکھی اس کے ہونٹ پر آ بیٹھی اور اس نے اس زور سے کاٹا کہ منصور کے ہونٹ سے خون نکل آیا۔ مَنصُور نے اس مکھی کو ہاتھ مار کر اڑا دیا لیکن وہ پھر واپس آ کر اسی جگہ بیٹھ گئی۔ منصور بار بار اس کو ہٹاتا تھا مگر وہ پھر واپس آ کر اُسی جگہ بیٹھ جاتی۔ مَنصُور نے پریشان ہو کر خُطبہ چھوڑ دیا اور بیٹھ گیا۔ خُطبہ سُننے والے لوگوں میں حضرت سلیمان بن مہران اعمش رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ وہ اس زمانہ کے بہت بڑے عالم تھے اور خلیفہ اُن کی بہت عزت کرتا تھا۔ حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر فرمایا:

''امیر المومنین! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی اس مکھی کے ذریعے آپ کو ہدایت کر رہا ہے کہ آپ جو نصیحت دوسروں کو کر رہے ہیں اس پر خود بھی عمل کریں اور مظلوموں کے حال سے بے خبر نہ رہیں۔ شاید آپ کے اپنے شہر بغداد ہی میں کتنے مظلوم ہوں جن کے حال کی آپ کو خبر نہ ہو۔'' مَنصُور پر حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی باتوں کا بہت اثر ہوا اور اُس نے کہا:

''آپ سچ کہتے ہیں۔''

اس کے بعد وہ اُسی دن گھوڑے پر سوار ہو کر بغداد کے کوچوں اور بازاروں میں گھومنے لگا تا کہ معلوم کرے کہ کسی پر ظلم تو نہیں ہو رہا۔ حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کے ساتھ تھے بغداد کے بیچوں بیچ دریائے دجلہ بہتا تھا۔ جب

وہ اس دریا کے پُل کے قریب پہنچے تو یکا یک ایک تیر خلیفہ کے سامنے زمین پر آ کر گرا۔ اس تیر کے ساتھ کاغذ کا ایک پُرزہ لگا ہوا تھا۔ حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تیر زمین سے اُٹھا کر خلیفہ کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ خلیفہ نے اس تیر کے ساتھ لگے ہوئے کاغذ کے پُرزے پر نظر ڈالی تو اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی:

''تم اس بات پر مغرور ہو گئے ہو کہ تمہاری زندگی بڑے عیش اور آرام سے گزر رہی ہے تم کو اس بات کا کوئی ڈر نہیں ہے کہ ظلم اور بُرے کاموں کا نتیجہ ہمیشہ بُرا ہوتا ہے۔ یاد رکھو کہ وقت ہمیشہ ایک جیسا نہیں رہتا ایک دن ضرور ایسا آئے گا جب تم سے ہر بات کا حساب لیا جائے گا۔''

اس عبارت کے نیچے صرف ''ہمدانی'' کا لفظ لکھا ہوا تھا۔

منصور یہ عبارت پڑھ کر کانپ اُٹھا اور گھوڑے کا منہ اپنے محل کی طرف پھیر دیا۔ راستے میں اس نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: اس واقعہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔

''امیر المومنین! میرا خیال ہے کہ بغداد کے کسی قید خانے میں شہر ہمدان کا کوئی باشندہ قید کیا گیا ہے، اور وہ بے گناہ ہے۔ اگر آپ اس کو ڈھونڈ کر اس کے قید کیے جانے کا سبب پوچھیں تو سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔''

خلیفہ نے محل میں پہنچ کر اپنے ایک خاص خادِم کو بُلایا اور اس کو حکم دیا کہ تم اسی وقت جاؤ اور بغداد کے تمام قید خانوں میں گھوم پھر کر یہ معلوم کرو کہ ہمدان کا کوئی باشندہ تو کسی میں قید نہیں ہے۔ خادم نے بغداد کے بہت سے قید خانوں کو چھان مارا مگر ان میں ہمدان کا رہنے والا کوئی قیدی نہ ملا۔ سب سے آخر میں وہ اُس قید خانے میں پہنچا جو دریائے دجلہ کے پُل کے قریب واقع تھا۔ اس میں پھرتے پھرتے وہ ایک کوٹھڑی کے قریب پہنچا جس میں ایک قیدی رو رو کر اس طرح دعا کر رہا تھا۔

''اے مظلوموں کی فریاد سُننے والے! میں کب تک اس قید خانے میں تکلیفیں اور مصیبتیں جھیلتا رہوں گا۔ اے دُکھیاروں کی دعا قبول کرنے والے آخر وہ وقت کب آئے گا جب مجھ دُکھی کی فریاد سنی جائے گی۔''

خادم قیدی کے پاس گیا اور اُس سے پوچھا:

''تم کہاں کے باشندے ہو؟''

اُس نے کہا: ''میں ہمدان کا رہنے والا ہوں۔''

خادم نے کہا: ''تم کو امیر المومنین نے طلب کیا ہے اُٹھو اور میرے ساتھ چلو۔''

ساتھ ہی شاہی خادم نے قید خانے کے داروغہ سے کہا کہ اس قیدی کو امیر المومنین کے حکم کے مطابق میں

اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں۔ داروغہ نے فوراً کوٹھڑی کا دروازہ کھول دیا اور خادمِ قیدی کو ساتھ لے کر خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

خلیفہ نے قیدی سے پوچھا: ''کیا تم ہمدان کے باشندے ہو؟''

قیدی نے جواب دیا: ''امیر المومنین! بے شک میں ہمدان کا باشندہ ہوں۔''

خلیفہ نے پھر پوچھا: ''کیا وہ رقعہ تیر میں پرو کر تمہی نے میرے سامنے پھینکا تھا؟''

قیدی نے کہا: ''جی ہاں، یہ گستاخی میں نے ہی کی تھی کیونکہ میرے پاس امیر المومنین کے پاس اپنی فریاد پہنچانے کا اور کوئی ذریعہ نہیں تھا۔''

اب خلیفہ نے پوچھا: ''تمہارے قید کیے جانے کا کیا سبب ہے؟''

قیدی نے کہا:

''امیر المومنین! میں خود حیران ہوں کہ مجھے کس جرم کی سزا میں قید کیا گیا ہے۔ قصہ یہ ہے کہ حضور نے ہمدان کے موجودہ گورنر کو جب ہم پر حاکم بنا کر بھیجا تو پہلا کام اس نے یہ کیا کہ ہمدان کے تمام معزز زمینداروں اور جاگیرداروں کی فہرست بنوائی پھر اُن سے ان کی زرخیز زمینیں خریدنی شروع کر دیں لیکن کوئی زمین اس کی اصل قیمت پر نہ خریدی بلکہ خود ہی کم قیمت لگا کر خرید لی اور بعض زمینیں تو اس نے زمینداروں پر رُعب ڈال کر قیمت ادا کیے بغیر ہی لے لیں۔ کسی شخص کو گورنر کی بات سے انکار کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ ہر شخص یہی کہتا تھا کہ دریا میں رہ کر مگر مچھ سے بیر رکھنے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا اس لیے جیسے بھی ہو گورنر کو خوش رکھنا چاہیے۔ میں اپنے علاقے کا ایک بڑا زمیندار ہوں اور اللہ کے فضل سے میری کھیتی باڑی بہت زرخیز ہے۔ ایک دن گورنر نے مجھے بھی بُلا بھیجا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے کہا میں تمہاری تمام زمین خریدنا چاہتا ہوں۔ میرے خیال میں اس کی قیمت تین لاکھ اشرفیاں مناسب ہے۔ یہ رقم لے لو اور اس سے کوئی اور جائداد خرید لو۔''

امیر المومنین! میں اپنی جائیداد کسی قیمت پر نہیں بیچنا چاہتا تھا اور پھر اس کی جو قیمت گورنر دے رہا تھا وہ تو زمین کی اصل قیمت کا دسواں حصہ بھی نہیں تھی۔ اس لیے میں نے گورنر کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر گورنر مجھ سے ناراض ہو گیا اور گرج کر کہا، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں ہمدان کے تمام بڑے بڑے زمینداروں اور جاگیرداروں کی زمینیں خرید چکا ہوں ان میں سے کسی نے بھی میری بات ماننے سے انکار نہیں کیا، تم کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ میری بات ماننے سے انکار کرتے ہو۔ کیا میں تمہاری زمین پر زبردستی قبضہ نہیں کر سکتا۔ لیکن میں ایسا نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے تمہاری زمین کی جو قیمت تجویز کی ہے وہ بہت مناسب ہے۔ اگر تم چاہو تو ہم علاقے کے بڑے بڑے

زمینداروں اور جاگیرداروں کو بلا کر پوچھ لیتے ہیں کہ وہ تمہاری زمین کی کیا قیمت لگاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ جناب اگر آپ میری زمین پر زبردستی قبضہ کر لیں تو میری کیا مجال ہے کہ آپ کو روک سکوں۔ پھر اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ آپ اس کی کوئی قیمت تجویز کریں یا دوسرے لوگوں کو بلا کر اس کی قیمت لگوائیں۔

گورنر نے کہا، نہیں میں کسی پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔ میں دوسرے زمینداروں کو بُلا کر تمہارے سامنے پوچھ لیتا ہوں کہ میں نے جو قیمت تجویز کی ہے وہ مناسب ہے یا نہیں۔ یہ کہہ کر گورنر نے ہمدان کے بہت سے زمینداروں کو بُلا بھیجا۔ یہ سب لوگ گورنر کے خوشامدی تھے اور اس کی مرضی کے بغیر کوئی بات نہیں کہہ سکتے تھے۔ جب وہ سب آ گئے تو گورنر نے میری طرف اشارہ کر کے ان سے پوچھا کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟

انہوں نے کہا، جی ہاں ہم خوب جانتے ہیں۔

پھر اس نے کہا کیا تم نے اس کی زمین جو ہمدان میں ہے دیکھی ہے؟

انہوں نے کہا، جی ہاں بہت اچھی طرح دیکھی ہے۔

گورنر نے کہا، میں اس زمین کو خریدنا چاہتا ہوں اور میں نے اس کی قیمت تین لاکھ اشرفی تجویز کی ہے کیا یہ قیمت مناسب ہے یا نہیں؟

انہوں نے جھٹ جواب دیا، یہ بہت مناسب قیمت ہے۔

اس سے زیادہ قیمت پر یہ زمین کسی صورت میں نہیں بک سکتی۔

اب گورنر نے میری طرف دیکھا اور کہا:

''کیوں تم نے دیکھ لیا کہ جو قیمت ہم نے تمہاری زمین کی تجویز کی ہے وہ کتنی مناسب ہے اب تو تمہیں یہ زمین میرے ہاتھ بیچنے میں کوئی عذر نہیں ہے؟''

میں نے جل کر جواب دیا:

''جناب جب میں اپنی زمین بیچنا ہی نہیں چاہتا تو پھر اس بحث سے کیا فائدہ کہ اس کی قیمت کیا ہونی چاہیے۔''

یہ سن کر گورنر کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا۔ اس نے کڑک کر کہا:

''تمہاری جرأت اور گستاخی حد سے بڑھ گئی ہے۔ اب تمہارا علاج یہی ہے کہ تمہیں قید کر کے بغداد بھیج دیا جائے اور تمہاری زمین پر بغیر کوئی قیمت دیئے قبضہ کر لیا جائے۔''

اس کے بعد گورنر کے حُکم سے میرے پاؤں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں اور مجھے ایک

اونٹ پر سوار کر کے بغداد بھیج دیا گیا۔ امیر المومنین میں اس قید خانے میں جو دریائے دجلہ کے قریب ہے تین سال سے قید کی تکلیفیں اور مصیبتیں جھیل رہا ہوں اور نہیں جانتا کہ میرے قید ہونے کے بعد میرے بال بچوں کا کیا حال ہوا۔

خلیفہ ہمدانی کی داستان سُن کر رو پڑا اور اس نے اُسی وقت ہمدان کے گورنر کو حکم بھیجا کہ میرا فرمان ملتے ہی ہمدان سے چل پڑو اور دن رات سفر کرتے ہوئے بغداد پہنچو۔ ساتھ ہی اس نے اپنے خاص خادِم کو حکم دیا کہ ہمدانی کو نہایت عزت کے ساتھ اپنے مکان پر لے جاؤ۔ اور جب تک ہمدان کا گورنر یہاں پہنچ کر میرے سامنے حاضر نہیں ہوتا، اسے اپنا مہمان رکھو۔

جب ہمدان کا گورنر بغداد پہنچا تو خلیفہ نے اسے اور ہمدانی دونوں کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم بھیجا۔ جب وہ دونوں حاضر ہو گئے تو خلیفہ نے دونوں کو اپنے سامنے کھڑا کر کے پہلے ہمدانی سے پوچھا:

''جس شخص نے تمہاری زمین پر قبضہ کیا اور پھر تمہیں قید کر کے بغداد بھیجا کیا وہ یہی شخص ہے جو تمہارے سامنے کھڑا ہے؟

ہمدانی نے کہا:

''امیر المومنین! یہی وہی شخص ہے جس نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا۔''

اب منصور نے بڑے غُصے کے ساتھ گورنر کی طرف دیکھا اور گرج کر کہا:

''تم نے ہمدان کے زمینداروں کی زمینیں مُفت یا کم قیمت پر کیوں لیں، تم کو یہ اختیار کس نے دے تھا کہ جو شخص اپنی جائداد بیچنا نہ چاہے تم اس پر زبردستی قبضہ کرلو؟''

گورنر خلیفہ کے سوالوں کا کائی جواب نہ دے سکا اور ڈر کے مارے کانپنے لگا۔ جب دیر تک اس کے منہ سے کوئی آواز نہ نکلی تو خلیفہ نے پھر گرج کر کہا:

''تم کو میرے سوالوں کا جواب دینا چاہیے۔ خاموش رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ ہمدانی جو تمہارے ساتھ کھڑا ہے اس نے کیا قصور کیا تھا کہ تم نے اس کی زمین پر اس کی مرضی کے بغیر قبضہ کرلیا اور پھر اس کو قید کر کے بغداد بھیج دیا؟ ہم نے تم کو ہمدان کا گورنر مقرر کیا تھا وہاں کا جاگیردار بنا کر نہیں بھیجا تھا۔ تم جیسے ظالم حاکموں ہی نے میری سلطنت کو بدنام کیا ہے۔ اگر حکومت کے ملازم ہی شریر اور نمک حرام بن جائیں تو ملک میں فساد کیوں نہ پھیلے گا۔ اگر تم اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتے ہو تو کہو ورنہ ہم سمجھیں گے کہ تم نے واقعی ظلم کیا ہے اور گورنری کے عہدے کو اپنی جائداد بنانے کا ذریعہ بنایا ہے۔''

گورنر جواب کیا دیتا خلیفہ کے خوف اور رُعب سے بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو بڑی

عاجزی کے ساتھ اپنے کیے کی معافی مانگنے لگا۔ اس نے اقرار کیا کہ جو الزام اس پر لگائے گئے ہیں وہ سب صحیح ہیں اور جو سزا کسی بڑے سے بڑے ظالم کو دی جاسکتی ہے میں اسی کے لائق ہوں، ہاں اگر امیر المومنین مجھ پر رحم فرمائیں تو میں سچے دل سے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ایسا کام نہیں کروں گا۔

خلیفہ نے اب اپنے وزیروں کی طرف دیکھا اور کہا:

''ہماری رائے میں اس شخص کو گورنری کے عہدے سے ہٹا دیا جائے اور اس نے جو زمینیں مُفت یا کم قیمت پر لی ہیں وہ سب ان کے اصل مالکوں کو واپس کر دی جائیں۔ اس بے گناہ ہمدانی نے جو مصیبت اٹھائی ہے اس کے بدلے میں اس کو تیس ہزار اشرفی انعام دیا جائے اور اس کو ہمدان کا گورنر مقرر کر کے اختیار دیا جائے کہ وہ اس پر ظلم ڈھانے والے پچھلے گورنر کے ساتھ جو سلوک مناسب سمجھے، کرے۔ تم لوگوں کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟''

سب وزیروں نے عرض کیا کہ امیر المومنین نے جو فیصلہ کیا ہے وہ بالکل انصاف کے مطابق ہے۔

اب ہمدانی آگے بڑھا اور اس نے سر جھکا کر ادب سے کہا:

''امیر المومنین نے جو مہربانی میرے حال پر فرمائی ہے میں اس کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میرے لیے امیر المومنین کا یہی انعام بہت بڑا ہے کہ میری زمین مجھ کو واپس مل جائے گی۔ حضور نے مجھے اختیار دیا ہے کہ میں ہمدان کے گورنر کے ساتھ جس طرح کا سُلوک کرنا چاہوں، کر سکتا ہوں۔ اب جب کہ میری جائداد مجھے واپس مل گئی ہے میں گورنر سے اس کے ظلم کا بدلہ نہیں لینا چاہتا اور اس کو معاف کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ امیر المومنین بھی اس کو معاف فرما دیں گے۔ رہی ہمدان کی گورنری تو سچی بات یہ ہے کہ مجھ میں یہ عہدہ سنبھالنے کی لیاقت نہیں ہے اور پھر اللہ نے مجھے اتنا کچھ دے رکھا ہے کہ مجھے سرکاری نوکری کی ضرورت نہیں ہے اس لیے میں درخواست کرتا ہوں کہ گورنر کو اس کے عہدے سے نہ ہٹایا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ آئندہ وہ اپنا کام نہایت دیانت داری کے ساتھ کرے گا۔''

خلیفہ اور تمام وزیر ہمدانی کی شرافت اور نیک دلی کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ خلیفہ نے بڑی محبت کے ساتھ اُس کی پیٹھ کو تھپتھپایا اور کہا:

''ہمدانی بھائی تم واقعی اس قابل ہو کہ ہر شخص تمہاری عزت کرے۔ میرے خیال میں تو اللہ کے نزدیک بھی تمہارا رُتبہ بہت اونچا ہے کہ اس نے ایک مکھی کے ذریعے مجھے تمہاری مدد کے لیے مجبور کیا۔ میں نے آج تک تمہارے برابر کوئی نیک دل آدمی نہیں دیکھا۔ اب جاؤ اور اپنے بال بچوں میں ہنسی خوشی رہو۔ اگر آئندہ کبھی کوئی مشکل پیش آئے تو فوراً میرے پاس آ جانا۔''

ہمدانی نے خلیفہ کا شکریہ ادا کیا اور اپنے وطن کی طرف روانہ ہو گیا۔

ماں کی بددُعا

عباسی خاندان کے تیسرے خلیفہ مہدی کے دو بیٹے تھے۔ موسیٰ اور ہارونُ الرشید۔ ان دونوں کی ماں ملکہ خیزران تھی۔ ۱۶۹ سنہ ہجری میں خلیفہ مہدی نے مرتے وقت وصیّت کی کہ اس کے بعد موسیٰ خلیفہ ہوگا اور موسیٰ کے بعد خلافت کے تخت پر ہارونُ الرَّشِید کا حق ہوگا۔ اس وصیت کے مطابق مہدی کی وفات کے بعد اس کا بڑا بیٹا موسیٰ خلیفہ بنا اور اپنا لقب الہادی رکھا۔ ہادی بڑا سخت مزاج آدمی تھا اور ہر کام اپنی مرضی سے کرتا تھا۔ نہ ماں کا کہا مانتا تھا اور نہ کسی اور سے مشورہ کرتا تھا۔ سب سے بڑی خرابی اس میں یہ تھی کہ کانوں کا بہت کچا تھا اگر کسی کے خلاف اس کے پاس کوئی شکایت آتی تو بغیر تحقیق کیے اس پر یقین کر لیتا تھا۔

خلیفہ مہدی کے زمانے میں ملکہ خیزران کی بہت عزت کی جاتی تھی۔ اپنے شوہر کی طرح وہ بھی بہت نیک دل اور دانا عورت تھی اس لیے لوگ اس کو بہت مانتے تھے۔ شوہر بھی حکومت کے خاص خاص معاملوں میں اس سے مشورہ کر لیا کرتا تھا۔ ہادی خلیفہ بنا تو اس نے حکومت کے کسی بھی معاملے میں ماں سے مشورہ کرنے یا اس کا کہنا ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر ماں نے ناراضی ظاہر کی تو ہادی کا غصّہ اور بھڑک اٹھا اور اس نے حُکم دیا کہ کوئی سرکاری افسر یا دربار کا کوئی امیر میری ماں کے سلام کو جائے گا تو اس کو سخت سزا دی جائے گی۔

ایک دفعہ ہادی کو کسی نے خبر دی کہ اس کا چھوٹا بھائی ہارونُ الرَّشید فوج کے افسروں سے میل جول رکھتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ فوج کی مدد سے خود خلیفہ بن جائے اس خبر پر اس نے بغیر تحقیق کیے یقین کر لیا اور ہارون الرشید کا دشمن بن گیا۔ ایک دن اس نے اپنے ایک خاص امیر اور درباری ہرثمہ کو دوپہر کے وقت بلا بھیجا ـــــ ہرثمہ شاہی محل میں گیا تو خلیفہ ہادی کو دیکھا کہ وہ اکیلا بیٹھا ہے اور غُصّے سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا ہے۔ ہرثمہ نے اس کو سلام کیا تو اس نے کہا، دروازہ بند کر دو۔ ہرثمہ نے دروزاہ بند کر دیا تو ہادی نے اس سے کہا:

"ہرثمہ! تمہیں میں نے ایک خاص کام کے لیے بُلایا ہے۔ جو کچھ میں تم سے کہوں گا اسے تم اپنے دل ہی

میں رکھو گے اگر کسی اور کو یہ راز بتایا تو تمہاری گردن اڑا دی جائے گی۔''

ہرثمہ نے کہا:

''امیرالمومنین! آپ جو کچھ فرمائیں گے میں مرتے دم تک کسی پر ظاہر نہیں کروں گا۔''

ہادی نے کہا:

''میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ آج رات ہارون کے پاس جاؤ اور اس کا سر کاٹ کر میرے پاس لے آؤ۔ اگر اس کا سر کاٹنے کا موقع نہ پاؤ تو اس کو میری طرف سے پیغام دو کہ خلیفہ نے تمہیں بلایا ہے جب وہ اِدھر آنے لگے تو راستے ہی میں اس کو اپنے مکان پر لے جاؤ اور اس کی گردن اڑا دو پھر اس کا سر میرے سامنے پیش کرو۔''

ہرثمہ ہادی کا حُکم سُن کر حیران رہ گیا۔ اس نے ہاتھ باندھ کر عرض کی:

''امیرالمومنین! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو کچھ عرض کروں۔''

ہادی نے کہا: ''کہو جو کہنا چاہتے ہو!''

ہرثمہ نے کہا:

''حضور! ہارون آپ کے سگے بھائی ہیں آپ اپنے بھائی کو کسی قصور کے بغیر قتل کرا دیں گے تو قیامت کے دن اللہ کو کیا جواب دیں گے۔ پھر دنیا میں جو بدنامی ہوگی وہ اس کے علاوہ ہوگی۔''

ہرثمہ کی بات سُن کر ہادی نے آنکھیں لال پیلی کر کے کہا:

''میں نے تمیں جو حُکم دیا ہے اگر تم نے اس کی تعمیل نہ کی تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا جو کچھ تم بک چکے ہو ،اس سے زیادہ میں تمہاری کوئی بات سُننا نہیں چاہتا۔''

ہرثمہ نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا:

''حضور! میں آپ کا خادم ہوں، میری کیا مجال کہ آپ کا حکم نہ مانوں۔''

یہ کہہ کر وہ اٹھا اور کمرے سے باہر جانے کا ارادہ کیا خلیفہ نے کہا:

''ایک اور حُکم بھی سُن لو۔ جب تم ہارون کو قتل کر چکو تو قید خانے میں جانا اور علوی خاندان (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد) کے جو لوگ قید ہیں اُن سب کو باہر نکال کر قتل کر دینا۔ پھر فوج لے کر کوفہ جانا اور عباسی خاندان کے لوگوں اور سرکاری ملازموں کو وہاں سے نکال کر شہر کو آگ لگا دینا اگر کوئی آدمی آگ سے بچ کر بھاگنا چاہے تو اس کو تلوار سے قتل کر ڈالنا۔''

ہرثمہ نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا:

"حضور جیسا فرماتے ہیں ویسا ہی ہوگا۔"

پھر اس نے کمرے سے نکلنا چاہا لیکن خلیفہ نے گرج کر کہا:

"تم آدھی رات سے پہلے اس کمرے سے باہر نہیں نکل سکتے۔"

یہ سُن کر ہرثمہ وہیں بیٹھ گیا۔ اب خلیفہ نے باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا اور محل کے اندر زنان خانے میں چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ہرثمہ کا ڈر کے مارے سخت بُرا حال ہو گیا۔ اس کو رہ رہ کر یہ خیال آتا تھا کہ میں نے دو مرتبہ خلیفہ کو ٹوکا ہے اس لیے وہ مجھ سے ناراض ہو گیا ہے۔ اور آدھی رات تک مجھے قتل کرا دے گا۔ دروازہ باہر سے بند تھا اس لیے باہر نکل کر کہیں بھاگ کر بھی نہیں جا سکتا تھا۔ یہی سوچتے سوچتے رات کا پہلا پہر گزر گیا، اتنے میں دروازہ کھلا اور خلیفہ کا ایک خادم اندر آیا اس نے ہرثمہ سے کہا میرے ساتھ آؤ۔

ہرثمہ کو اب یقین ہو گیا کہ خلیفہ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ کانپتا کانپتا خادم کے پیچھے چل پڑا جب وہ زنانخانے کے پردہ کے قریب پہنچا تو اس کو اندر سے عورتوں کی آواز سنائی دی۔ خادم نے اس سے کہا کہ پردہ اٹھا کر اندر آ جاؤ لیکن ہرثمہ کو اندر جانے کی ہمت نہ پڑی۔ خادم نے اس سے بار بار کہا کہ اندر آؤ لیکن اس نے ہر بار انکار کر دیا اور قسم کھا کر کہا کہ جب تک امیر المومنین مجھے خود حکم نہ دیں گے میں شاہی زنانخانے کے اندر نہیں جاؤں گا۔

اس وقت پردے کے پیچھے سے آواز آئی:

"ہرثمہ ڈرو مت اندر آ جاؤ۔ میں خیزران ہوں اس وقت ایک عجیب حادثہ ہُوا ہے۔"

خلیفہ کی والدہ کا حکم سُن کر ہرثمہ نے پردہ ہٹا کر اندر قدم رکھا تو دیکھا کہ کچھ آگے ایک اور پردہ تنا ہوا ہے اور خیزران اس کے پیچھے ہے۔ ہرثمہ کی آہٹ پا کر اس نے کہا:

"ہرثمہ تمہارے خلیفہ ہادی کا یکا یک انتقال ہو گیا ہے اور اللہ نے تم کو اور تمام مسلمانوں کو اس کے ظلم سے بچا لیا ہے۔"

ہرثمہ نے کمرے میں ادھر ادھر دیکھا تو اس کو ایک کونے میں ہادی کی لاش پڑی نظر آئی۔ اس پر ایک ریشمی چادر پڑی ہوئی تھی۔ ہرثمہ نے قریب جا کر چادر اٹھائی اور ہادی کی نبض پر ہاتھ رکھا تو اسے بند پایا۔ اس کا جسم بھی بالکل سرد تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کو مرے ہوئے کافی دیر ہو چکی ہے۔

ہرثمہ بڑا حیران ہوا کہ یہ معاملہ ہے۔ اس نے خیزران سے پوچھا:

ملکۂ عالیہ! یہ کیا معاملہ ہے؟

خیزارن نے کہا:

''بیٹا! ہادی نے دن کے وقت جو باتیں تم سے کی تھیں میں نے وہ سب سُن لی تھیں۔ جب وہ اندر آیا تو میں نے اس سے کہا کہ تم نے جو حُکم ہرثمہ کو دیا ہے واپس لو یہ سرا ظلم ہے۔''

لیکن میری بات کا ہادی پر کوئی اثر نہ ہوا، اس نے میری طرف غُصّے سے دیکھ کر کہا:

''تم کون ہوتی ہو مجھے، یہ نصیحت کرنے والی میری جو مرضی ہے میں وہی کروں گا۔''

میں نے اسے بڑی نرمی اور محبت سے سمجھایا کہ:

''دیکھو بیٹا میں تمہاری ماں ہوں۔ جو بات کہتی ہوں تمہارے بھلے کے لیے کہتی ہوں۔ اگر تم اس ظلم سے باز نہیں آوَ گے تو اللہ بھی ناراض ہوگا اور دنیا بھی تم پر لعنت بھیجے گی۔''

میری باتوں کا ہادی پر اُلٹا اثر ہوا اور اس نے تلوار کھینچ کر کہا، اگر تم اپنی زبان بند نہ کروگی تو ابھی تمہاری گردن اڑا دوں گا ____ اب میں اس کی طرف سے بالکل مایوس ہوگئی۔ اسی وقت مصلیٰ بچھایا نماز پڑھی اور رو کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ تو ہادی کو ظلم کرنے کی مہلت نہ دے۔ اُدھر ہادی اپنے بستر پر لیٹ گیا اور لیٹتے ہی کھانسنے لگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی چیز اس کے گلے میں پھنس گئی ہے ایک خادمہ دوڑ کر پانی کا گلاس لائی اور اس کے منہ سے لگا دیا لیکن ہادی سے پانی نہ پیا گیا۔ تھوڑی دیر میں کھانستے کھانستے اس کی جان نکل گئی اور ہم دیکھتے کے دیکھتے وہ گئے۔ اب تم بڑے وزیر یحییٰ بن خالد برمکی کے پاس جاؤ اور اس کو ہادی کے مرنے کی خبر دو پھر تم دونوں میرے بیٹے ہارون کی خدمت میں حاضر ہو کر اُسکو ہادی کے مرنے کی خبر دو اور اس کو خلافت کے تخت پر بٹھا کر پہلے خود اس کی بیعت کرو اور پھر دوسرے لوگوں سے بھی اس کی بیعت لو۔ ہرثمہ نے اسی طرح کیا اور پھر اللہ کا شکر ادا کیا کہ ایک ظالم خلیفہ سے لوگوں کی جان چھوٹ گئی۔ یہ واقعہ اسے زندگی بھر یاد رہا وہ اسے لوگوں کو سُنا کر نصیحت کیا کرتا تھا کہ ماں کی بد دُعا سے بچو اور کبھی کسی پر ظلم کرنے کا خیال تک دل میں نہ لاؤ۔

ایک نیک بادشاہ اور دو درویش

اَلْمَلِکُ الصَّالِحُ نجم الدین ایوب ساتویں ہجری میں مصر اور شام کا بادشاہ گزار ہے۔ وہ بڑا لائق اور نیک دل بادشاہ تھا۔ اس کی عادت تھی کہ رات کو بھیس بدل کر شہر میں گشت کیا کرتا تھا تاکہ لوگوں کی ضرورتیں اور تکلیفیں معلوم کر سکے۔ ایک دفعہ سردی کے موسم میں وہ رات کو شہر میں چکر لگا رہا تھا کہ اس نے ایک مسجد میں دو درویشوں کو دیکھا جو ایک کونے میں بیٹھے سردی سے ٹھٹھر رہے تھے اور بادشاہ کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے۔ ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا:

''یہ مغرور بادشاہ خود تو اپنے محل میں مزے کی نیند سو رہا ہے اور ہم غریب مصیبتیں جھیل رہے ہیں اگر اگلے جہاں میں اس بادشاہ کو بہشت میں جگہ ملی تو میں بہشت میں جانے کے بجائے اپنی قبر میں رہنا پسند کروں گا۔''

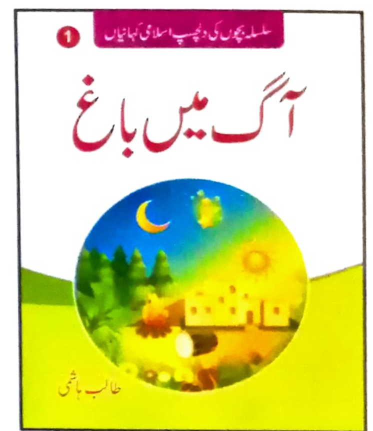
دوسرا کہہ رہا تھا: ''اگر مَلِکُ الصَّالِح بہشت کی دیوار کے قریب بھی آیا تو میں جوتے مار مار کر اس کا بھرکس نکال دوں گا۔''

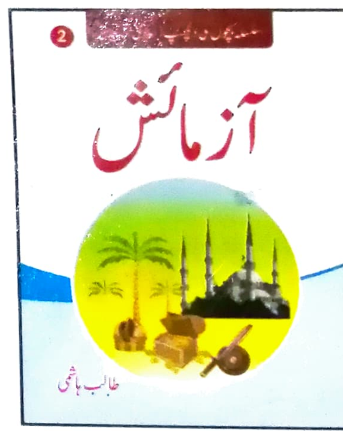
بادشاہ ان کی باتیں سُن کر چپکے سے واپس آ گیا۔ صبح ہوئی تو اس نے اپنے ملازموں کو حُکم دیا کہ فلاں مسجد میں دو درویش ٹھہرے ہوئے ہیں ان کو اپنے ساتھ لے آؤ۔

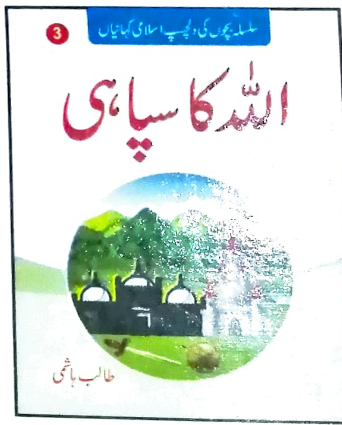
ملازم دوڑے گئے اور ان دونوں درویشوں کو اپنے ساتھ لے آئے۔ بادشاہ ان سے بڑی عزت کے ساتھ پیش آیا اور ان کی بہت خاطر تواضع کی۔ پھر اُن کو اس قدر روپیہ دیا کہ عمر بھر کے لیے ان کو روزی کمانے کی فکر نہ رہی۔ ان میں سے ایک درویش نے عرض کیا:

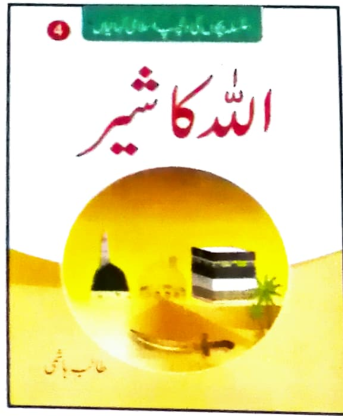
''بادشاہ سلامت! آپ کو ہم غریبوں کی کون سی بات پسند آئی کہ آپ نے ہمیں مالا مال کر دیا۔''

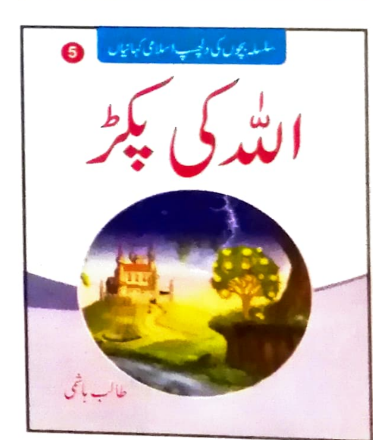
بادشاہ ہنس پڑا اور کہا تم مجھ سے ناراض تھے لیکن آج میں نے تم سے صلح کر لی ہے تاکہ کل تم مجھ کو جنت میں داخل ہونے سے نہ روکو۔

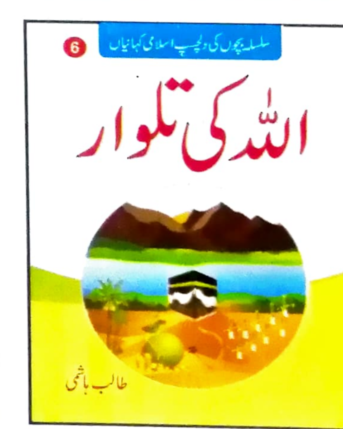


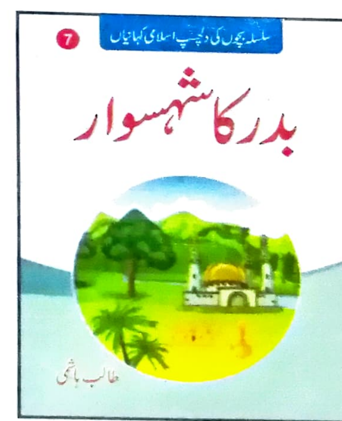


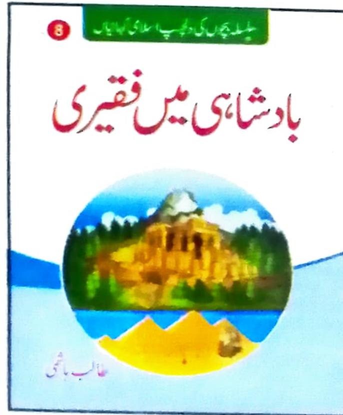


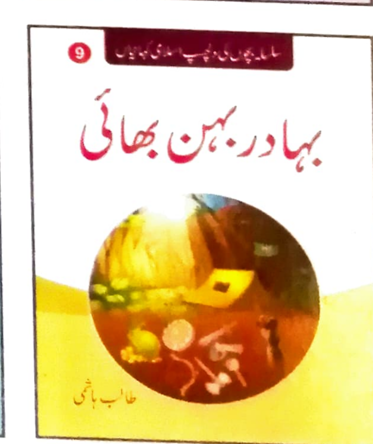


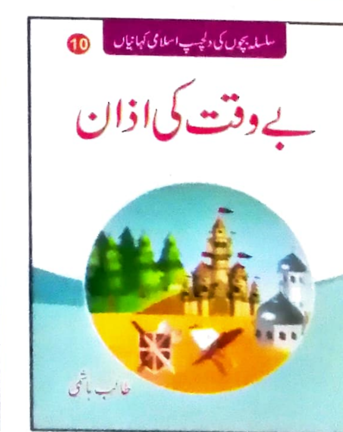


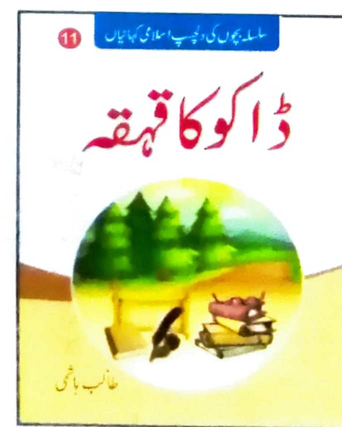


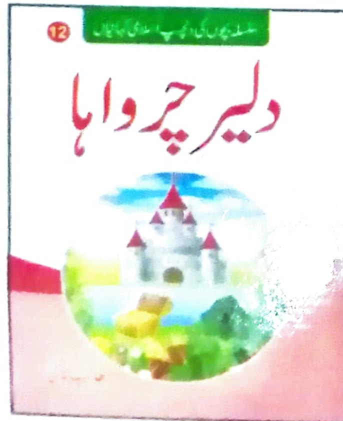












ڈسٹری بیوٹر:

البدر پبلی کیشنز

23۔راحت مارکیٹ اردو بازار لاہور

Ph: 042-37225030 - 37245030

Mob: 0300-4745729 - 0333-4173066



طالب ہاشمی میموریل ٹرسٹ پبلی کیشنز

کوثر بلاک، اعوان ٹاؤن، ملتان روڈ، لاہور

